نام : محمد ایاز عطاری

درجہ : سادسہ

کتاب : فقہ

تاریخ : 04.07.2018

جامعہ : جامعۃ المدینہ آفندی ٹاؤن حیدرآباد

قول استاذ شفیق صاحب

آج کے دور میں نوکریاں ملتی ہیں ملتی نہیں ہیں :

قول استاذ غلام حیدر صاحب

علم کاملیت کے لئے حاصل کرو کامیابی کے لئے حاصل نہیں کرو :

اچھے بندے کی تلاش نہ کرو سب سے بہترین تو تم خود اچھے بن جاؤ

استعمال الخاص

العلم بالتکرار

استاذ انعام الحق صاحب

"کتاب الوکالۃ" 1

س1: وکیل کی تعریف تحریر کریں؟ کیا وکیل بنانا جائز ہے؟
ج: لغوی معنی:-
سپردگی:- سونپ دینا:-
اصطلاحی تعریف:-
جو کام بندہ خود کر سکتا ہے۔ لیکن کسی وجہ سے عاجز آجانا اور وہ کام اپنے علاوہ کسی اور کے ذمہ تجویز کر دینا، سونپ دینا:-
اسکو "وکالۃ" کہتے ہیں!-
وکالۃ کا جواز:-
وکیل بنانا بالکل جائز ہے۔ وکالۃ کا جواز قرآن وسنت میں باقاعدہ ثابت ہے:-
قال اللہ تعالیٰ:- فابعثوا أحدكم بورقكم:-
"سورۃ کہف" "پارہ 15"
حدیث پاک:-
سرکار علیہ السلام نے حکیم بن حزام کو قربانی کا جانور خریدنے پر وکیل بنایا:-
اور وکالت کے جواز پر اجماع امت بھی منعقد ہے۔ لہذا کتاب وسنت واجماع سے اس کا جواز ثابت ہے۔

س2: کیا بندہ ہر عقد میں وکیل بنا سکتا ہے؟ مع دلیل لکھئے۔
ج: نہیں بندہ ہر عقد میں وکیل نہیں بنا سکتا۔ بلکہ ہر اس عقد میں وکیل بنا سکتا ہے۔ جو عقد جائز ہو۔
کہ انسان اس عقد بنفس منعقد کر سکتا ہو۔ تو یہ بھی جائز ہے کہ بندہ اپنے علاوہ اس عقد کو منعقد کرنے کیلئے وکیل بنائے:-
عقلی دلیل:-
اسلئے کہ انسان کبھی کبھار معاملات بنفس ان کو منعقد کرنے میں بعض اوقات عاجز ہو جاتا ہے۔
جیسے:- مریض، بوڑھا وغیرہ...
اس حاجت کی وجہ سے وکیل بنانا جائز ہوا:-

Scanned by CamScanner

نقلی دلیل :-
سرکار علیہ السلام نے ام سلمہ سے نکاح کرتے وقت عمر کو وکیل بنایا تھا۔

س ۳: کیا وکیل حقوق کی ادائیگی اور وصول کرنے میں بنانا جائز ہے یا نہیں؟
ج: حدود اور قصاص کے علاوہ بقایا تمام حقوق کی ادائیگی اور وصول کرنے میں بنا سکتے ہیں۔
حدود اور قصاص میں
اگر موکل مجلس میں حاضر نہیں ہے۔ تو حدود اور قصاص کی وصولی میں وکیل بنانا جائز نہیں ہے۔
موکل کی غیر موجودگی میں ادائیگی کی صورت میں وکیل بنانا جائز ہے۔ وصولی میں جائز نہیں ہے :-
وجہ :-
اسلئے کہ حدود اور قصاص شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ اور یہاں پر بھی شبہ ہے۔ شبہ یہ ہے کہ موکل حاضر ہو۔ اور کورٹ کے درمیان موکل کا دل نرم ہو جائے اور مجرم کو معاف کر دے اس شبہ کی وجہ سے موکل کی غیر موجودگی میں حدود اور قصاص کی وصولی میں وکیل بنانا جائز نہیں ہے۔
قولہ تعالیٰ :- وان تعفوا اقرب للتقویٰ :-

س ۴: مجلس میں موکل کی غیر موجودگی میں حدود اور قصاص کی وصولی میں وکیل بنانا جائز نہیں ہے۔ تو مجلس میں گواہوں کی غیر موجودگی میں حد کیوں قائم کی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شاھدوں کا دل نرم ہو جائے اور اپنی گواہی سے رجوع کر لے؟
ج: مجلس میں گواہوں کی غیر موجودگی میں حد اس وجہ سے لگائی جاتی ہے۔ کہ یہاں پر اس بات کا یقین ہے کہ گواہ اپنی گواہی سے رجوع نہیں کریں گے۔
وجہ :-
اسلئے کہ گواہ اگر اپنی گواہی سے رجوع کریں

گئے تو لوگ ان کو چھوڑ کے چلے گئے۔ اگر یا کی حد میں رجوع کیا تو گواہوں کو رجم کیا جائے گا۔ اور عمر بھر ان کی گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا۔
اس وجہ سے گواہ اپنی گواہی سے رجوع نہیں کر سکتے :-

س 5: جب مؤکل حاضر نہیں تھا تو حدود کی وصولی میں وکیل بنانا جائز نہیں ہے۔ تو مؤکل کی موجودگی میں وکیل بنانا کیوں جائز ہے؟

ج: مؤکل کی موجودگی میں حدود اور قصاص کی وصولی میں وکیل بنانا جائز ہے :-

وجہ :-
اسلئے کہ یہاں پر معاف کرنے کا شبہ نہیں ہے۔ کیونکہ مؤکل خود موجود ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ اگر وکیل سے ہم یہاں پر بھی استیفاء جائز نہ قرار دیں تو وکیل سے اصلاً ہی وصولی ختم ہو جائے گی۔

نکتہ :-
ماقبل میں جو بحث گزری کہ حدود اور میں وکیل بنانا جائز ہے یا نہیں یہ مذہب امام اعظمؒ کا تھا۔
امام یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک :-
حدود اور قصاص میں تو وکالۃ جائز بھی نہیں ہے۔ اگرچہ گواہ حاضر ہوں
امام محمد کا مذہب :-
ایک قول کے مطابق امام محمد، امام اعظم کے ساتھ ہیں۔ اور ایک قول کے مطابق امام یوسف کے ساتھ ہیں :-
یہ اختلاف اس وقت ہے جب مؤکل غیر حاضر ہو مجلس میں۔ اگر حاضر ہے تو بالاتفاق وکیل بنانا جائز ہے۔ وجہ :-
جب مؤکل حاضر ہے۔ تو گویا کہ وکیل کا کلام مؤکل کا کلام ہے۔

Scanned by CamScanner

امام یوسف علیہ الرحمہ کی دلیل :-

وکالت یہ نیابۃ ہے۔ حدود اور قصاص کے باب میں تو شبہہ نیابت سے بچا جاتا ہے۔ جیسا کہ گواہی پر گواہی دینے سے بچا جاتا ہے جیسے :- کسی نے گواہی دی کہ فلاں نے زنا کیا ہے۔ اور کسی اور نے گواہی دی کہ میں نے اسکو دیکھا تھا۔ کیا دیکھا تھا یہ پتہ نہیں۔ اس وجہ سے گواہی پر گواہی دینا جائز نہیں ہے :-

امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل :-

خصومت (یعنی وکیل کا بحث ومباحثہ کرنا) یہ فقط شرط محض ہے۔ اسلئے کہ جرم پر جو حد واجب ہوئی ہے وہ جرم کرنے کی وجہ سے ہوئی ہے اور حد یہ گواہوں کی گواہی دینے سے ظاہر ہوئی ہے۔ اور وکالت جاری ہوگی جیسے بقایا تمام حقوق میں جاری ہوتی ہے :-

س کے کیا مخالف وکیل بنا سکتا ہے یا نہیں؟ مع اختلاف لکھئے؟

ج عند ابو حنیفہ :-

مخالف بھی وکیل بنا سکتا ہے۔

دلیل :-

اسلئے کہ شبہہ (یعنی وکیل اپنے مؤکل کو بچا دے) یہ مجرم سے حد کو دور کرنے میں مانع نہیں ہے۔ ہوسکتا کہ وکیل اپنے مؤکل کو حد لگانے سے بچالے :- اور اگر وکیل یہ کہہ دے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرا مؤکل مجرم ہے تو یہ بات وکیل کی نہیں مانی جائے گی۔

وجہ :- اسلئے کہ مؤکل نے وکیل کو یہ تو نہیں کہا تھا کہ تو میرے ہی خلاف گواہی دے۔

عند ابی یوسف :-

مخالف وکیل نہیں بنا سکتا :-

Scanned by CamScanner

دلیل :-

اسلئے کہ وکیل بنانا نیابت ہے۔ اور حدود اور قصاص کے باب میں شبہ نیابت سے بچا جاتا ہے اس وجہ سے مخالف وکیل نہیں بنا سکتا۔

س 2: وکیل بنانے کیلئے کیا مخالف کی رضامندی ضروری ہے یا نہیں مع اختلاف تحریر کریں؟

ج: عند ابی حنیفہ :-

وکیل بنانے کیلئے مخالف کی رضامندی ہونا ضروری ہے اسکی رضامندی کے بغیر وکیل نہیں بنا سکتے۔ مگر مؤکل اگر مریض یا 3 دن کی مسافت پر ہو تو اجازت ضروری نہیں ہے۔

دلیل :-

اسلئے کہ مخالف پر جواب دینا واجب ہے۔ اور مخالف کا حاضر ہونا بھی ضروری ہے۔ اور لوگ خصومت میں مختلف ہوتے ہیں۔ یعنی :- وکیل ایسے ایسے سوالات کرتا ہے کہ مخالف پریشان ہو جاتا ہے۔ اگر ہم بالفرض یہ بھی کہہ دیں کہ وکیل کے سوال کا جواب دینا مخالف پر لازی ہے۔ تو مخالف کو تو نقصان ہوگا۔ وہ تو بیچارہ پھنس جائے گا۔ اس وجہ سے مخالف کی رضامندی ضروری ہے۔ جیسے :- غلام مشترک ہے۔ ایک نے غلام کو مکاتب بنا لیا تو دوسرے کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو غلام کو مکاتب کرے ورنہ نہیں۔

بخلاف مریض و مسافر :- اسلئے کہ ان دونوں پر جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ اس وجہ سے وکیل بناتے وقت ان سے اجازت ضروری نہیں ہے۔

عند صاحبین :-

وکیل بناتے وقت مخالف کی رضامندی ضروری نہیں ہے۔ مخالف کی بغیر رضامندی کے بندہ وکیل بنا سکتا ہے۔

دلیل :-

وکیل بنانا یہ خالص حق ہے۔ جب وکیل بنانا خالص

حق ہو۔ تو اس میں کسی اور کی اجازت تو ضروری نہیں ہوگی۔
کیونکہ اپنا خالص حق ہے۔
جیسے:- قرضہ وصول کرنے کیلئے وکیل بنانا جائز ہے۔

فتوی:-
صاحبین کے قول پر ہے:-

مسئلہ:-
اگر ایک عورت ہے۔ وہ پردہ نشین ہے۔ اُس کی عادت ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتی۔ اور اُس کی عادت یہ بھی ہے کہ وہ حاکم کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتی۔
تو ابو بکر احمد بن علی الجصاص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ایسی عورت کیلئے وکیل بنانا مخالف کی اجازت کے بغیر جائز ہے:-

دلیل:-
اسلئے کہ اگر یہ عورت عدالت میں حاضر ہوگی تو یہ ایسے کلام کرنے پر قدرت نہیں رکھے گی کہ اپنا حق لے۔ حیا کی وجہ سے
تو وکیل بنانا جائز ہوا:-

س 8 وکالۃ کے شرائط تحریر فرمائیے؟ مع وجوہات:-
ج وکالۃ کی 2 شرطیں ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:-

پہلی شرط:-
مؤکل ایسا ہو جو تصرف کرنے کا مالک بھی ہو اور احکامات مؤکل پر لازم بھی ہوتے ہوں۔

وجہ:-
اسلئے کہ وکیل یہ مؤکل کی طرف سے تصرف کرنے کا مالک ہوتا ہے۔ پس ضروری ہوا کہ مؤکل بھی اُس تصرف کا مالک ہو۔ تاکہ مؤکل اپنے علاوہ کسی اور کو اس تصرف کرنے کا مالک بنا سکے:-

دوسری شرط:-
وکیل ایسا ہو جو عقد کرنے کی سمجھ بھی رکھتا ہو اور عقد کرنے کا ارادہ بھی ہو:-

Scanned by CamScanner

وجہ :-

اسلئے کہ وکیل یہ موکل کے کلام کرنے کے قائم مقام ہوتا ہے۔ تو اس وجہ سے یہ شرط لگائی کہ وکیل اہل عبارات "اہل گفتگو" میں سے ہو۔

اگر وکیل بچہ لا یعقل ہے یا مجنون ہے تو اسکی وکالت باطل ہے :-

س 9: کیا وکیل صبی محجور بن سکتا ہے یا نہیں؟ اگر بن سکتا ہے تو حقوق کس پر متعلق ہو گئے؟

ج: ایسا بچہ جسکو والدین نے لین دین کرنے سے منع کیا ہو یا پھر ایسا غلام ہو تو ان دونوں کی وکالت کرنا جائز ہے۔ لیکن حقوق ان دونوں پر متعلق نہیں ہوں گے۔ بلکہ حقوق موکل پر متعلق ہوں گے۔

وجہ :-

اسلئے کہ بچہ اہل عبارت میں سے ہے۔ اسلئے کہ بچہ اپنے ولی کی اجازت سے تصرف کر سکتا ہے۔ اور غلام بھی اہل تصرف میں سے ہیں۔

لیکن ان دونوں پر وکالت کے حقوق لازم کرنا یہ درست نہیں ہے۔

اسلئے کہ بچہ میں اہلیت کم ہے۔ قصور اہلیت کی بناء پر بچے پر وکالت کے حقوق لازم نہیں ہو گئے۔ اور غلام اس پر اپنے مولی کا حق ہوتا ہے۔ اس بناء پر غلام پر بھی وکالت کے حقوق لازم نہیں ہو گئے :-

س 10: عقد کی کتنی اقسام ہیں؟ اور کون کونسی ہیں؟ تحریر کریں :-

ج: عقد کی "2" اقسام ہیں۔ جو درج ذیل ہیں :-

پہلی قسم :-

اس قسم میں شوافع اور احناف کا اختلاف ہے :-

عند الشوافع :-

ہر وہ عقد جسکی اضافت وکیل اپنی جانب کرے :- مثال :- بیع کی اضافت، اجارے کی اضافت

Scanned by CamScanner

اس قسم کے تمام حقوق مؤکل پر متعلق ہو گئے۔ نہ کہ وکیل پر :-

دلیل :-

حقوق یہ طرف سے پیدا ہونے والے حکم کے تابع ہوتے ہیں۔ یعنی :- بائع و مشتری جو بیع و شراء کرتے ہیں۔ اور اس بیع و شراء کے درمیان ایک حکم ثابت ہوتا ہے۔ وہ ہے " ملکیت "

اور اس عقد میں ملکیت مؤکل کی ثابت ہوتی ہے۔ جب ملکیت مؤکل کی ثابت ہوئی تو حقوق بھی مؤکل پر متعلق ہوں گے۔

عندالاحناف :-

ہر وہ عقد جسکی اضافت وکیل اپنی جانب کرے۔ تو اس عقد کے تمام حقوق وکیل پر ہوں گے۔ نہ کہ مؤکل پر :-

دلیل :-

وکیل ہی عاقد حقیقی ہے۔ اسلئے عقد مؤکل کے کلام اور صحت عبارت سے قائم ہے۔ اسلئے کہ وکیل یہ آدمی ہے۔ جب وکیل حقیقی عاقد ہوا تو یہی وکیل حکمی عاقد بھی ہوگا۔ وجہ کیا ہے ؟

وجہ یہ ہے وکیل اس عقد کی اضافت مؤکل کی طرف کرنے سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ جب وکیل عقد کی اضافت مؤکل کی طرف کرنے سے بے پرواہ ہوا تو یہی وکیل اصل ہوا۔ اور حقوق بھی وکیل پر ہوں گے۔

اور اسی وجہ سے اگر وکیل کو " وکیل بالبیع " بنایا تو " مبیع " کو سپرد کرنا " اور " ثمن پر قبضہ کرنا " یہ سب وکیل کرے گا اور اگر " وکیل بالشراء " ہے تو " مبیع پر قبضہ کرنا " اور اگر مبیع میں عیب نکل آئے تو عیب میں جھگڑا کرنا یہ سب وکیل کرے گا :-

وجہ کیا ہے ؟ اسلئے کہ تمام کے تمام حقوق وکیل پر متعلق ہیں۔ اور ملکیت " مؤکل " کیلئے ثابت ہوگی :-

عقد کی دوسری قسم :-

یہ وہ عقد جس کی اضافت وکیل مؤکل کیطرف کرے :- تو اس عقد کے حقوق مؤکل پر متعلق ہوں گے

مثال :- نکاح کرنے کا وکیل ، خلع کا وکیل :- وغیرہ

وجہ :-

اسلئے کہ وکیل اس عقد میں صرف اور صرف "نمائندہ" ہوتا ہے ۔ اسی بناء پر وکیل عقد کی اضافت مؤکل کیطرف کرنے سے پرواہ نہیں ہوتا ہے ۔

اگر وکیل اس عقد کی اضافت اپنی جانب کرے تو نکاح تو وکیل سے ہوگا ۔ اسی بناء پر یہ وکیل "رسول" کی طرح ہوتا ہے ۔ اور "رسول" کا تو کام صرف پیغام پہنچانا ہوتا ہے ۔

اس وکیل کو رسول بننے کیوجہ ؟

یہ وکیل رسول کی طرح اس وجہ سے کہا ۔ کیونکہ نکاح کا عقد یہ ایسا ہے ۔ جو فاصلے کو قبول نہیں کرتا یعنی ۔ جیسے نکاح کا عقد ہوا ویسے ہی نکاح کا حکم ثابت ہوجائے گا ۔ ایسا نہیں ہے کہ حکم بعد میں پایا جائے :- جیسے :- خیار شرط اس میں بیع تو پائی جاتی ہے ۔ لیکن ملکیت کا حکم مؤخر ہے :

فاصلے کو قبول نہ کرنے کی وجہ :-

اسلئے کہ عورت کا ملک بضع نکاح سے پہلے اس شخص کیلئے حرام تھا ۔ جیسے ہی نکاح ہوا تو حرام ہونے کا حکم ساقط ہوگیا ۔

اگر ہم یہ مسئلہ نکاح کی اضافت وکیل اپنے لیئے کرے ۔ تو نکاح وکیل سے ہوگا ۔ اور عورت نے ملک بضعہ تو مؤکل کیلئے حلال کیا تھا ۔ اب اگر نکاح وکیل سے ہوا تو عورت کا ملک بضعہ کا حلال کرنا یہ ضائع ہوجائے گا ۔

س :- ہبہ و صدقہ و اجارہ و امانت وغیرہ کا وکیل سفیر ہوگا یا اصیل ہوگا ؟

ج :- ۱ ہبہ ۲ صدقہ ۳ کرایہ ۴ امانت ۵ رہن ۶ قرض دینا ۷ شرکت ۸ مضاربت :- ان تمام اشیاء کا وکیل بطور سفیر ہوگا ۔ اصیل نہیں ہوگا :-

وجہ اگلے صفحہ پر ہے ۔

Scanned by CamScanner

وجہ:۔ اسلئے کہ ان اشیاء میں حکم قبضہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ اور قبضہ وکیل و مؤکل کے غیر کو ملا ہوا ہے۔ جو کہ اجنبی ہے۔ اگر وکیل اصیل ہوتا تو یہ قبضہ وکیل کا ہوجاتا حالانکہ قبضہ کا مالک کو اسکے علاوہ ہے:۔

س ۱۲: وکیل بالاستقراض بنانا جائز ہے یا نہیں؟

ج: وکیل بالاستقراض کا مطلب:۔ کسی کو اپنا قرضہ وصول کرنے کیلئے وکیل بنانا:۔ اسکی 2 صورتیں ہیں:۔

پہلی صورت:۔ مؤکل نے وکیل کو بولا کسی سے بھی میرے قرض سے کراؤ۔

تو یہ وکالت باطل ہے۔

وجہ:۔ اسلئے کہ اس صورت میں ملکیت مؤکل کیلئے ثابت نہیں ہوری۔

دوسری صورت:۔ مؤکل نے وکیل کو بطور قاصد کسی معین بندے کے پاس بھیجا کہ جاکر تو اسکو بول میرے نام پر قرضہ دے۔

تو یہ وکالت درست ہے۔

وجہ:۔ اسلئے کہ یہاں پر وکیل "رسول" ہے۔ اور اسکا کام صرف پیغام پہنچانا ہے۔

اور اس صورت میں ملکیت مؤکل کیلئے ثابت ہوگی۔ جب ملکیت ثابت ہوگی۔

تو وکالت بھی درست ہوگی۔

تمت بالخیر

21-03-19

"باب الوکالۃ بالبیع والشراء"

"فصل فی الشراء"

س وکیل بالشراء بنانے کیلئے کیا ضروری ہے؟

ج مؤکل کسی بندے کو خریدنے کا وکیل بنایا۔ تو اسکی "2" صورتیں ہیں :-

پہلی صورت :-

مؤکل کیلئے ضروری ہے کہ اُس چیز کی جنس اور نوع کو بیان کرنا :- یا جنس اور اُس چیز کی رقم کو بیان کرنا ضروری ہے۔

وجہ :-

اسلئے کہ مؤکل نے وکیل کو جس چیز کا وکیل بنایا ہے وہ چیز معلوم ہو جائے۔ تو مؤکل وکیل کو اس حکم ماننے پر قادر کر رہا ہے۔ کہ آپ وکیل بن جائیے :-

دوسری صورت :-

مؤکل وکیل کو "عام وکیل" بنا دے کہ تو جا میرے لیے وہ چیز لے کر آ جو تجھے اچھی لگے۔ تب بھی یہ وکالت درست ہے :-

وجہ :-

اسلئے کہ مؤکل نے وکیل کی رائے پر اس کام کو سپرد کر دیا۔ کہ جو بھی چیز وکیل لے کر آئے۔ تو اس چیز پر مؤکل وکیل کی بجا آوری کرنے والا ہوگا :-

اعتراض :-

مؤکل نے جنس و نوع بیان کر دی تو وکالت درست حالانکہ جہالت پھر بھی باقی ہے۔ اس اعتبار سے کہ نوع بھی مختلف ہو سکتی ہیں؟ جب نوع مختلف ہو سکتی ہیں تو جہالت باقی ہے۔ جب جہالت باقی ہے تو وکالت کیسے درست ہو رہی ہے؟

جواب :-

وکالت کے باب میں چھوٹی موٹی جہالت کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ جیسے :- وصف کی جہالت استحسان کے طور پر اُن کا اعتبار نہیں ہے۔

وجہ :-

اسلئے وکالت کی بنیاد وسعت پر ہے۔ وکیل کو

کچھ اختیارات دیں گے تو جاکر وہ مدد کرے گا۔ اگر ہر طرح سے وکیل کو پابند کیا جائے تو پھر کون وکیل بنے گا۔ اور کون مدد کرے گا۔ اسلئے کچھ باتیں، کچھ جہالت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور اس بات کی شریعت نے اجازت دی:-

قولہ تعالیٰ:- الا اللہ یرید بکم الیسر ولا یرید بکم العسر:-

س: مؤکل نے ایسا لفظ بیان کیا جو لفظ مختلف اجناس کو شامل ہے یا جنس بولی اور اس میں مختلف انواع شامل ہیں تو ثمن اور نوع کو بیان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج: پہلی صورت:-

ایسا لفظ بولا جو اجناس کو شامل ہے۔ تو اس صورت میں وکالت دُرست نہیں ہے۔ اگرچہ مؤکل "ثمن" کو بیان کردے:-

وجہ:-

اسلئے کہ ثمن ہر جنس کو شامل ہے۔ اور وکیل مؤکل کی مراد کو جانتا بھی نہیں ہے۔ کہ مؤکل کی کون سی جنس مراد ہے اس میں جہالت بڑی ہے۔ اس بناء پر یہ وکالت جائز نہیں ہے:-

دوسری صورت:-

اگر ایسی جنس ذکر کی جسمیں مختلف انواع داخل ہیں۔ تو اس صورت میں مؤکل کیلئے ضروری ہے کہ ثمن یا نوع کو بیان کرے۔ تب یہ وکالت جائز ہے:-

وجہ:-

اسلئے کہ ثمن بیان کرنے سے نوع معلوم ہوتی ہے۔ اور نوع کے بیان کرنے سے جہالت کم ہوتی ہے۔ اور یہ جہالت مؤکل کی بات وکیل کے ماننے سے مانع نہیں ہے

تیسری صورت:-

اگر کسی نے کسی کو وکیل بنایا کہ میرے لیے غلام یا باندی لے کر آؤ۔ تو یہ وکالت دُرست نہیں ہے۔ وہ بندہ وکیل نہیں بن سکتا:-

وجہ:-
اسلئے کہ غلام اور باندی کے تحت مختلف انواع شامل ہیں:- اس بناء پر وکالت درست نہیں ہے۔

چوتھی صورت:-
اگر کسی کو غلام یا باندی خریدنے کا وکیل بنایا اور اسکی نوع بیان کردی تو اس صورت میں وکالت درست ہے۔ بندہ وکیل بن جائے گا۔ یا ثمن کو بیان کردیا۔ تب بھی وکالت درست ہے۔ اگرچہ غلام اور باندی کی صفت کو بیان نہ کرے:-

وجہ:-
اسلئے کہ اس جہالت کا ادراک کیا جاسکتا ہے اور یہ جہالت وکالت کی درستگی میں مانع بھی نہیں ہے:-

س: وکیل کو پیسے دیے کہ تم میرے لیے کھانا لے کر آؤ۔ تو اب وکیل کیا چیز لے کر آئے گا؟

ج: عندالاستحسان:-
وکیل کو رقم دی کہ جاؤ میرے لیے کھانا لاؤ تو اس کھانے سے مراد گندم اور آٹا ہے۔

وجہ:-
اسلئے کہ عرف میں گندم اور آٹا مراد ہوتی ہے اور عرف زیادہ قوی ہے۔

عندالقیاس:-
اس کھانے سے مراد ہر وہ چیز مراد ہے جسکو کھایا جاتا ہو:-

پہلی وجہ:-
حقیقت کا اعتبار کرتے ہوئے:-

دوسری وجہ:-
اگر بندہ قسم کھائے کہ میں نہیں کھانا کھاؤں گا۔ تو اس سے مراد ہر مطعوم ہے۔

قیاس کو جواب:-
قسم میں عرف کا اعتبار نہیں ہے۔ تبھی حقیقت کا اعتبار ہے۔

Scanned by CamScanner

س: وکیل نے مبیع کو خریدا اور قبضہ بھی کر لیا۔ پھر عیب پر مطلع ہوا۔ تو اب وکیل مبیع کو واپس کر سکتا ہے یا نہیں؟

ج: پہلی صورت:۔
وکیل نے کوئی چیز خریدی قبضہ بھی کر لیا۔ قبضہ کرنے کے بعد عیب پر مطلع ہوا تو وکیل اس وقت تک مبیع کو خیارِ عیب کی بناء پر واپس کر سکتا ہے جب تک مبیع اسکے قبضہ میں ہے۔

وجہ:۔
اس لئے کہ خیارِ عیب کی بناء پر واپس کرنا یہ تو عقد کے حقوق میں سے ہے۔ اور اس عقد کے تمام حقوق کا تعلق وکیل سے ہے۔ اس بناء پر خیارِ عیب کی وجہ سے وکیل مبیع کو واپس کرے گا۔

دوسری وجہ:۔
اگر وکیل نے مبیع کو مؤکل کی طرف سپرد کر دی ہے۔ پھر عیب پر مطلع ہوا۔ تو اس صورت میں مبیع کو مؤکل کی اجازت سے واپس کر سکتا ہے۔ بغیر اجازت کے واپس نہیں کر سکتا:۔

وجہ:۔
اس لئے کہ مبیع کو جیسے مؤکل کی طرف دے دیا۔ تو اسکی وکالت ختم ہو گئی۔ وکالت ختم ہوئی تو مؤکل کی اجازت لازمی ہوگی۔
اگر بغیر اجازت واپس کرے گا تو مؤکل کے قبضے کو مؤکل کی اجازت کے بغیر باطل کر رہا ہے۔ اور یہ جائز نہیں ہے۔ اسی بناء پر وکیل مؤکل سے اجازت لے گا:۔

س: بیع صرف اور بیع سلم کا وکیل بنانا جائز ہے یا نہیں؟

ج: بیع صرف اور بیع سلم کا وکیل بنانا جائز ہے۔

وجہ:۔
اس لئے کہ مؤکل خود بیع صرف و سلم کرنے کا مالک ہے۔ اور اس چیز کرنے کا اپنے غیر کو مالک بنا رہا ہے جو کہ جائز ہے۔

دوسری وجہ:۔

حاجت کو دفع کرنے کیلئے وکالت درست ہے۔

یعنی:۔ ہر بندہ بیع صرف و سلم کے احکامات سے واقف نہیں ہوتا۔ یہ حاجت متحقق تھی۔

توکیل الصرف والسلم سے مراد:۔

سلم
- پیسے دینے والے کو ← رب السلم کہا جاتا ہے۔
- مبیع دینے والے کو ← مسلم الیہ کہا جاتا ہے
- خود مبیع ← مسلم فیہ کہا جاتا ہے
- ثمن کو ← رأس المال کہا جاتا ہے

اگر موکل نے وکیل کو بیع صرف یا بیع سلم کرنے کا کہا تو اس سے مراد "خریدنے" کا وکیل ہے "بیچنے" کا نہیں ہے۔

وجہ:۔

اسلئے کہ اگر اس سے "بیچنے" والا وکیل مراد ہو۔ تو اس صورت میں "طعام" اپنے ذمہ پر بیچ رہا ہے۔ اور ثمن کسی اور کے ہیں۔

س اگر وکیل مجلس سے الگ ہوا تو کیا حکم ہے؟

پہلی صورت:۔

اگر وکیل مشتری سے الگ ہو گیا تو عقد باطل ہو جائے گا:۔

وجہ:۔

اسلئے کہ الگ ہونا اس پر دلیل ہے کہ قبضہ نہیں کرنا چاہتا:۔

دوسری صورت:۔

اگر وکیل و مشتری کی مجلس سے موکل الگ ہو جائے تو عقد باطل نہیں ہوگا:۔

وجہ:۔

اسلئے کہ موکل ان کے درمیان اجنبی ہے۔

Scanned by CamScanner

س: وکیل بالشراء نے اپنے مال میں سے رقم دی تو کیا حکم ہے؟

ج: پہلی صورت:

وکیل بالشراء نے اپنے مال میں سے مشتری کو ثمن دیا۔ اور مبیع پر قبضہ کر لیا۔ تو اس صورت میں موکل سے وکیل رقم لے گا۔

وجہ:

اسلئے کہ اب موکل و وکیل کے درمیان مبادلہ حکمی کے طور پر بیع منعقد ہوتی ہے۔ تو اس وجہ سے رقم لے گا۔

دوسری صورت:

وکیل نے مبیع پر قبضہ کر لیا اور روکنے سے پہلے مبیع وکیل کے قبضہ میں ہلاک ہوئی تو وکیل کے ثمن موکل سے ساقط نہیں ہونگے:

وجہ:

اسلئے کہ وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہے۔

تیسری صورت:

اگر مبیع کو روک لیا پھر ہلاک ہوئی تو اس صورت میں

عند ابی یوسف:

وکیل "رھن کے ضمان" کا مضمون دے گا۔

وجہ:

استیفاء بالحبس کی وجہ سے مضمون ہو گیا۔ اگر مبیع کو نہ روکتا اور نہ ہی ہلاک ہوتی جب ہلاک نہ ہوتی تو ضمان کا ضامن نہ ہوتا۔

اور یہی حکم رھن کے ضمان کا ہے۔

عند الطرفین:

ضمان البیع دے گا:

وجہ:

اسلئے کہ موکل و وکیل بائع و مشتری کے منزلہ ہیں۔ اور بائع کا مبیع کو روکنا ثمن وصولی کیلئے تو مبیع کی ہلاکت کی وجہ سے ثمن ساقط ہو جائے گا۔

Scanned by CamScanner

عند زفر :
وکیل "ضمان الغصب" دے گا۔
وجہ :
اسلئے کہ وکیل کو "حق حبس" حاصل نہیں ہے۔
اب اگر روکے گا تو غاصب کہلائے گا۔

س: وکیل کو مؤکل نے بولا یہ ایک درھم لو اور اسکے بدلے میں 10 رطل گوشت لے آؤ۔ وکیل اس ایک درھم کے بدلے میں 20 رطل گوشت لایا تو کیا حکم ہے؟

ج: عند ابی یوسف :
مؤکل نے وکیل کو بولا ایک درھم کے بدلے میں 10 رطل گوشت لاؤ۔ وکیل نے ایک درھم کے بدلے میں 20 رطل گوشت لیکر آیا۔ وہ گوشت لیکر آیا جو عام طور پر ایک درھم کے بدلے میں 10 رطل ملتے ہیں۔
تو ایسی صورت میں 20 کے 20 رطل گوشت مؤکل پر ایک درھم کے بدلے میں لازم ہونگے۔
وجہ :
اسلئے کہ یہاں پر وکیل نے مؤکل کی مخالفت الی الخیر کی ہے۔ اسوجہ سے 20 رطل مؤکل پر ہوگا۔
مقیس علیہ :
یہ ایسا ہوگیا جیسے مؤکل نے وکیل کو بولا یہ میرا جانور ایک ہزار میں بیچ کر آیا۔ وکیل نے 2,000 ہزار میں بیچ دیا۔ تو پوری رقم مؤکل پر لازم ہوگی۔

عند ابی حنیفہ :
مؤکل پر 10 رطل لازم ہونگے آدھے درھم کے بدلے میں۔
دلیل :
اسلئے کہ مؤکل نے اسکو 10 رطل خرید نے کا حکم دیا تھا۔ وکیل مؤکل کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ تو بقایا 10 رطل وکیل پر لازم ہونگے۔

Scanned by CamScanner

س: وکیل کو معین شئ خریدنے کا حکم دیا گیا یہ وکیل اپنے لیے خرید سکتا ہے؟

ج: نہیں خرید سکتا:-

پہلی وجہ:-

اسلئے کہ اس صورت میں مؤکل کی دل آزاری ہوگی۔ کیونکہ مؤکل وکیل پر اعتماد کیا تھا۔

دوسری وجہ:-

اس صورت میں یہ اپنے آپکو معزول کر رہا ہے۔ اور وکیل کی معزولی اُس وقت معتبر ہے۔ جب مؤکل مجلس میں حاضر ہو۔

س: وکیل نے غلام خرید لیا اس حال میں کہ مؤکل نے کہا کہ کوئی سا غلام لے کر آیا تو اس صورت میں یہ غلام کسکا ہوگا؟

ج: پہلی صورت:-

اگر عقد کی اضافت مؤکل کے درھم کی طرف کی تو غلام مؤکل کا ہوگا۔

دوسری صورت:-

اگر عقد کی اضافت اپنے درھم کیطرف کی۔ تو غلام وکیل پر ہوگا۔

وجہ:-

اسلئے کہ وکیل عاقل بالغ ہے۔ شرعاً اور عادۃً اپنے لیے بیع کر سکتا ہے۔

تیسری صورت:-

اگر مطلق درھم کی طرف اضافت کی۔ اگر مؤکل کی نیت کی۔ تو مؤکل کیلئے۔ ورنہ یہ عقد اپنے لیے ہو جائے گا۔

چوتھی صورت:-

اگر نیت نہ ہو۔ تو اس صورت میں عند محمد:- عقد عاقد کیلئے ہوگا۔

Scanned by CamScanner

وجہ:
اسلئے کہ اصول یہ ہے کہ وہ اپنے لئے کام کرے۔

بمسند ابی یوسف:
نقد فیصلہ کرے گی۔ جسکا مال اسی کیلئے عقد ہو گا۔

س وکیل کو بولا غلام سے کرایا وکیل بولا لایا بھی صحیح اور وہ میرے پاس ہلاک ہو گیا؟

ج پہلی صورت:
مؤکل نے پیسے دے دیئے تھے۔ پھر مذکورہ اختلاف ہوا۔ تو "مؤکل" کا قول نہیں بلکہ "وکیل" کا مانا جائے گا۔

وجہ:
اسلئے کہ وکیل امین ہے۔ اور اپنے امانت کے عہدے سے نکلنا چاہتا ہے۔

دوسری صورت:
پیسے نہ دیے تو مؤکل کا قول معتبر ہے۔

وجہ:
اسلئے کہ وکیل نے اس چیز کے بارے میں خبر دی ہے جسکو وکیل دوبارہ عقد کر ہی نہیں سکتا۔ حال یہ ہے کہ رجوع الثمن الی المؤکل کر رہا ہے۔ اور مؤکل منکر ہے۔ تو منکر کا قول معتبر ہوتا ہے۔

تیسری صورت:
غلام زندہ ہے۔ اور مؤکل نے پیسے دے دیے تو اس صورت میں وکیل کا قول معتبر ہو گا۔

وجہ:
امین ہے۔ اپنے امانت والے عہدے سے نکلنا چاہتا ہے۔

Scanned by CamScanner

چوتھی صورت:

غلام زندہ ہے پیسے نہ دیے۔ تو اس صورت میں عندالصاحبین: وکیل کا قول معتبر ہوگا۔

وجہ: وکیل دوبارہ بیع کر سکتا ہے۔ اور اس صورت میں تہمت کا مقام بھی نہیں ہے۔

عندابی حنیفہ: مؤکل کا قول معتبر ہوگا۔ وجہ: مقام تہمت ہے۔ ہو سکتا ہے اپنے لیے خریدا ہو پھر نقصان ہوا تو مؤکل کے گلے میں ڈال دیا۔

پانچویں صورت:

معین غلام خریدنے کا حکم دیا۔ غلام زندہ ہے۔ تو اس صورت میں وکیل کا قول معتبر ہوگا۔ سواء پیسے دیے یا نہ دیے۔

وجہ: دوبارہ بیع کر سکتا ہے۔ مقام تہمت بھی نہیں ہے۔

س ایک کو وکیل کیا کہ دو غلام خرید کر آئے معین اور رقم مقرر نہ کی؟ کیا حکم ہے؟

ج پہلی صورت:

ایک خریدنا بھی جائز ہے۔

وجہ: اسلئے وکالت مطلق ہے اور مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوگا۔ اور ان کا جمع بیع میں ایک ساتھ نہیں ہو سکتا۔

دوسری صورت:

غبن فاحش کے ساتھ خریدنا جائز نہیں ہے۔

وجہ:۔
اسلئے کہ یہ وکیل بالشراء تمام کا ہے۔

تیسری صورت:۔
حکم دیا کہ دو خریدے ایک ہزار کے بدلے میں ان دونوں کی قیمت برابر ہے۔
عند ابی حنیفہ:۔
ایک 500 یا اس سے کم میں خریدے۔ اگر 500 سے زیادہ میں لیا تو مؤکل پر لازم نہیں ہوگا۔
وجہ:۔
مؤکل نے 1000 کا دونوں کے مابین مقابلہ کیا۔ قیمت بھی برابر ہے۔ تو دلالۃً ہمیں یہ بات سمجھ آئی کہ مؤکل 500 کا بولا ہے۔
کم میں خریدنے کی صورت میں مخالفت الی الخیر ہے۔ زیادہ کی صورت میں مخالفت الی الشر ہے۔
الا:۔ اگر ایک 600 کا خریدا دوسرا 400 کا تو درست ہے۔
وجہ:۔ مؤکل کی غرض حاصل ہو گئی۔ اور تقسیم کا ری دلالۃً ہوئی تھی نہ کہ صراحۃً۔ اور عمل صراحۃً ہے۔ تو صریح دلالت سے اولیٰ ہوتا ہے۔
عند الصاحبین:۔
ایک کو 500 سے زائد میں خرید لیا۔ اور جس میں عموماً لوگ دھوکا کھاتے ہوں گا۔ اور بقایا رقم سے دوسرا غلام خرید لیا۔ تو جائز ہے۔
وجہ:۔
وکالۃً مطلق ہے۔ تو اسکو عرف کے ساتھ مقید کر لیا گیا۔ وہ جو عام طور پر لوگ دھوکا کھاتے ہوں۔

س وکیل کیا غیر معین غلام خریدنے کا، خریدا اور وکیل کے قبضے میں مر گیا مؤکل کے قبضے سے پہلے پہلے تو کیا حکم ہے؟
بالتفصیل لکھیے؟

ح

عند ابی حنیفہ:

اگر قبضہ نہ کیا۔ تو مشتری کا ہلاک ہوا
اگر قبضہ کر لیا تو موکل کا ہلاک ہوا۔

دلیل:

وکالت میں درھم و دینار متعین ہو جاتے ہیں۔

دلیل تنویری:

وکالت کو درھم میں عین کے بدلے میں
مقید کیا یا دین کے بدلے میں مقید کیا۔ پھر درھم ہلاک
ہو گئے یا موکل نے دین ساقط کیا۔ تو وکالت
باطل نہ ہوگی۔

جب درھم و دینار متعین ہو گئے۔ تو دین
کا مالک اس شخص کو بنا رہا ہے۔ جس پر دین بھی نہیں
ہے۔ گویا کہ یہ بندہ ایک چیز کا مالک نہیں ہے۔ اور
اسی چیز کو کسی اور کو مالک بنا رہا ہے۔ یہ باطل ہے
جب

وکالت درست نہ ہوئی۔ تو بیع وکیل پر
نافذ ہوگی۔ ہلاک ہوئی تو اسی کے مال سے ہلاک
ہوگی۔ مگر
جب قبضہ کر لیا تو موکل کا ہلاک
ہوگا۔

عند الصاحبین:

قبضہ کیا یا قبضہ نہ کیا دونوں صورتوں
میں موکل کا مال ہلاک ہوگا۔

دلیل:

درھم اور دینار بیوع میں متعین نہیں ہوتے۔

دین ہوں یا عین:

دلیل تنویری:

اگر عین کو دین کے بدلے میں بیچا۔
یہ سمجھ کر کہ دین نہیں ہے۔ تو عقد باطل نہیں ہوگا۔
لہذا
وکالت درست ہے۔ نقصان موکل پر لازم
آئے گا۔

س وکیل بالبیع کیلئے کیا کرنا جائز ہے؟
ج عند ابی حنیفہ:۔
قلیل اور کثیر اور سامان کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔
دلیل:۔
مطلق ہے۔ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوگا۔

عند الصاحبین:۔
درھم و دینار کے بدلے میں بیع نہیں کرسکتا۔ غبن فاحش سے بھی بیع نہیں کرسکتا۔ بیع صرف غبن یسیر کے ساتھ کرسکتا ہے۔
دلیل:۔
وکالت کا حکم مطلق ہے۔ تو مطلق کو عرف کے ساتھ مقید کریں گے۔
اسلئے کہ تصرفات حاجت کو دور کرنے کیلئے ہیں۔ حسب محل۔

س لوگ کتنا دھوکا کھاتے ہیں کتنا نہیں کھاتے؟
ج قیمت لگانے والے کی قیمت کے تحت داخل نہ ہو وہ غبن فاحش ہے۔
سامانوں میں:۔
5 کا نقصان:۔
وجہ:۔
اسکا وجود کثیر ہوتا ہے۔

حیوانات میں:۔
10، 11 کا نقصان:۔
وجہ:۔
اسلئے کہ یہ درمیان ہے۔
زمینوں میں:۔
10، 20 کا نقصان:۔
وجہ:۔
یہ قلیل واقع ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

س اگر وکیل کیا بیچنے کا اور وکیل نے آدھا بیچا تو کیا حکم ہے؟

ج عند ابی حنیفہ:-

آدھا بیچا تو جائز ہے۔

وجہ:-

لفظ مطلق ہے۔ تو مطلق کو افتراق اور اجتماع کے ساتھ نہیں بیچ سکتے:۔

عند الصاحبین:-

جائز نہیں ہے۔

وجہ:-

غیر متعارف ہے۔

شرکت کا نقصان ہے۔

الا:-

دوسرے آدھے کو بیچ دیا خصومت سے پہلے پہلے تو جائز ہے۔

وجہ:- اسلئے کہ نصف بیع سے بچا اور کی میں وسیلہ ہوتی ہے۔

س مضارب اور رب المال کے مابین اختلاف ہو گیا تو کس کا قول معتبر ہو گا؟

ج جب مضارب اور "رب المال" کے درمیان اختلاف ہو گیا تو

اس صورت میں مضارب کا قول معتبر ہو گا۔

وجہ:-

اسلئے کہ مضاربۃ میں اصل "عمومیت" ہے۔

اور "مضارب" "عمومیت" کا دعوی کر رہا ہے۔

دوسری صورت:-

جب رب المال اور مضارب ایک خاص قسم کا دعوی کریں تو اس صورت میں "رب المال" کا قول معتبر ہو گا:۔

وجہ:- عمومیت ختم ہو گئی:۔

Scanned by CamScanner

س: ایک شخص وکیل کیا بیچنے کا اُس نے بیچا ثمن پر قبضہ کر لیا یا نہیں کیا مشتری نے مبیع کو خیارِ شرط کی بناء پر وکیل کو واپس کر دیا۔ تو کیا حکم ہے؟

ج: ردّ المبیع

- بقضاء قاضی
  - بعیب لا یحدث مثلہ
    - مشتری نے گواہ قائم کیے
    - اباءِ یمین
    - اقرار وکیل
    - ← ردّ علی الوکیل ردّ علی المؤکل ہوگا
  - بعیب یحدث مثلہ
    - بینۃ المشتری / اباءِ یمین ← ردّ علی الوکیل ردّ علی المؤکل ہوگا
    - اقرار وکیل
      - وکیل نے مؤکل کے خلاف گواہ قائم کر دیے
      - اباءِ یمین مؤکل نے کیا
      - ← ردّ علی الوکیل ردّ علی المؤکل ہوگا
- بغیر قضاء قاضی
  - بعیب لا یحدث مثلہ اقرار وکیل
    - بغیر خصومت مؤکل لازم
    - مخاصمہ کرنا لازم
  - بعیب یحدث مثلہ
    - اقرار وکیل ہے تو لا یکون لہ ان یخاصم بائعہ یعنی مؤکل

Scanned by CamScanner

س کیا وکیل آگے کسی اور کو وکیل کر سکتا ہے؟
ج پہلی صورت:
آگے وکیل نہیں بنا سکتا۔
وجہ:
مؤکل نے اسکو تصرف کرنے کا اختیار دیا ہے وکیل بنانا کا اختیار نہیں دیا۔
دوسری وجہ:
مؤکل اس وکیل کی رائے سے راضی ہوا ہوا۔ کیونکہ لوگ کی رائے مختلف ہوتی ہے۔

دوسری صورت:
اگر مؤکل نے اجازت دی تو آگے وکیل بنا سکتا ہے۔
وجہ:
مؤکل کی رضا مندی موجود ہے۔

تیسری صورت:
"اعمل برأیك" کہا۔ تو آگے وکیل بنا سکتا ہے۔
وجہ:
مؤکل نے وکیل کیطرف مطلق رائے سپرد کر دی۔

س اگر بغیر اجازت وکیل بنا دیا تو کیا حکم ہے؟
ج پہلی صورت:
اگر وکیل بغیر اجازت کر دیا اور وکیل اول حاضر ہے۔ تو درست ہے۔
وجہ:
مؤکل کا مقصود حاصل ہو گیا۔

دوسری صورت:
وکیل ثانی نے عقد کیا۔ وکیل اول غائب تھا۔ تو اب یہ عقد درست نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

وجہ:-
اسلئے کہ اس صورت میں مؤکل کی رائے فوت ہورہی ہے۔

تیسری صورت:-
ثانی نے عقد کیا پھر اس عقد کی خبر وکیل اول کو پہنچا دی۔ تو عقد جائز ہے۔

وجہ:-
اسلئے کہ اس صورت میں مؤکل کا جو مقصود تھا۔ وہ حاصل ہو گیا۔

س واذا زوج المکاتب ...... عبارت کی وضاحت کریں۔
ج جب مکاتب یا غلام یا ذمی نے اپنی چھوٹی بچی آزاد مسلمہ کا نکاح کرایا یا اسکیلئے کوئی چیز خریدی یا بیچی تو جائز نہیں ہے۔

وجہ:-
اسلئے کہ غلامی اور کفریت یہ دونوں ولایت کو ختم کرتے ہیں۔
غلام:- خود اپنا نکاح کرانے کا مالک نہیں ہے۔ یہ کسی اور کا کیسا کرائے گا۔
کفر:- کافر کی ولایت مسلمان پر نہیں ہے۔ جب ولایت نہیں تو پھر گواہی کیسی ہوگی۔

دوسری وجہ:-
بچی پر ولایت، ولایت نظری ہے۔ تو ضروری ہوا کہ اس ولایت کو اس قادر مشفق کی طرف منسوب کیا جائے جس میں شفقت کے معنی متحقق ہوتے ہوں۔ اور کافر اور غلام میں شفقت نہیں ہے۔ تو ان کو ولایت بھی حاصل نہ ہوگی:

تمت بالخیر
09.04.2019

Scanned by CamScanner

"باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض"

س: کیا وکیل بالقبض وکیل بالخصومۃ ہو سکتا ہے؟

ج: عند ابی حنیفہ:-

وکیل بالخصومۃ وکیل بالقبض ہوتا ہے

دلیل:-

جسکو کسی چیز کا مالک بنایا تو اسکو پوری چیز کا مالک بنایا۔ اور خصومۃ کی تمامیت اور خصومۃ کی انتہاء قبضہ کے ساتھ ہے۔

عند زفر:-

وکیل بالخصومۃ وکیل بالقبض نہیں ہو سکتا۔

دلیل:-

اسلئے کہ موکل نے اسکو خصومۃ کا وکیل بنایا ہے نہ کہ قبضہ کا۔ اگر قبضہ کر لیا تو موکل راضی نہیں ہوگا کیونکہ وکلاء میں خیانت ظاہر ہے۔

س: کیا وکیل قبض دین وکیل بالخصومۃ ہو سکتا ہے؟

ج: عند ابی حنیفہ:-

وکیل بقبض دین وکیل بالخصومۃ ہو سکتا ہے۔

دلیل:-

موکل نے اسکو تملک کا وکیل بنایا ہے۔ اور دیون سے اعیان کا تقاضا کرتے ہیں۔ کیونکہ وکیل عین دین پر قبضہ کرتا ہے۔ اور قبضہ عین چیز کے حصول سے پورا ہوگا۔

عند الصاحبین:-

وکیل بقبض الدین وکیل بالخصومۃ نہیں ہو سکتا:-

پہلی دلیل:-

قبضہ بغیر خصومت کے حاصل ہو جاتا ہے

دوسری دلیل:-

ہر شخص پر مال کے بارے میں اعتماد کیا جاتا ایسا نہیں ہے۔ تو وہ خصومت میں راضی نہیں ہوگا۔

لہذا بالقبض کی رضامندی بالخصومۃ کی رضا سے
نہیں ہوتی :-

س وکیل بقبض العین ، وکیل بالخصومۃ ہو سکتا ہے ؟
ج پہلی صورت :-
وکیل بقبض العین ، وکیل بالخصومۃ
نہیں ہو سکتا :-
وجہ :-
اسلئے کہ وکیل بقبض العین یہ صرف امین
ہوتا ہے۔ یہ رسول کی مانند ہو گیا :-

دوسری صورت :-
اگر مؤکل نے وکیل کیا کہ میرا غلام فلاں کے
پاس سے جا کر قبضہ کر کے آؤ۔ فلاں نے گواہ قائم کیے
کہ آپ کے مؤکل نے مجھے یہ غلام بیچا ہے۔ تو معاملہ
موقوف رہے گا۔
وجہ :-
مقابلہ خصم کرنا قبضہ قاصر میں کہلائے گی۔ قبضہ
قاصر سے بیع تو ثابت نہیں ہوگی :-

عند القیاس :-
فلاں وکیل کو غلام دے دے :-

وجہ :-
اسلئے کہ گواہ صرف قائم کیے ہیں۔
وکیل بالخصومۃ پر گواہ قائم نہیں کیے ہیں :-

ختم

"تمت بالخیر"
"10-05-2019"

"باب عزل الوکیل"

س وکالت کن صورتوں میں باطل ہو جاتی ہے؟

ج موت اور جنون مطبق اور مرتد ہو کر دار الحرب چلا جانا ان صورتوں میں وکالت باطل ہو جائے گی:۔

وجہ:۔

اسلئے وکیل کے تصرفات غیر لازم ہیں۔
اسکے دوام کیلئے ابتداء کا حکم لازم ہے۔
تو ہر گھڑی حکم کا ہونا ضروری ہے۔ اور تحقیق یہ حکم ان صورتوں کی وجہ سے ختم ہو گئے۔

جنون کی شرط:۔

جنون کیلئے "مطبق" ہونا شرط ہے۔
اسلئے کہ تھوڑا سا بیہوشی کے قائم مقام ہے:۔

س مطبق کی تعریف تحریر کریں؟

ج عند ابی یوسف:۔

ایک ماہ شرط ہے۔

دلیل:۔

اسلئے کہ اگر رمضان کا پورا مہینہ بیہوشی کی حالت میں رہا تو روزے ساقط ہو جاتے ہیں۔

عند ابی یوسف:۔

ایک دن اور ایک رات سے زیادہ بیہوش رہے۔

دلیل:۔

اسلئے کہ اس حالت میں پانچوں نمازیں ساقط ہو جاتی ہیں:۔

عند محمد:۔

ایک کامل سال شرط ہے۔

دلیل:۔

اسلئے کہ تمام عبادات ایک سال تک معاف ہو جاتی ہیں:۔

س لحاظ سے کیا مراد ہے؟
ج عند ابی حنیفہ:-
مرتد کے تصرفات موقوف رہتے ہیں۔
تو لہذا اسلئے وکالت بھی موقوف رہے گی۔ اگر اسلام
لایا تو نافذ ہوگی۔
اگر مارا گیا یا دار الحرب جا ملا تو وکالت
باطل ہو جائے گی:-

عند الصاحبین:-
مرتد کے تصرفات باطل ہوتے ہیں۔
تو وکالت بھی باطل نہ ہوگی۔
مگر:- اسکو مارا گیا یا مر گیا
حالت ارتداد میں اور دار الحرب جا ملنے کا فیصلہ سنا گیا
تو ان صورتوں میں وکالت باطل ہوگی۔

س وکیل مرا یا جنون مطبق ہوا تو کیا حکم ہے؟
ج وکیل مرا یا جنون مطبق ہوا تو وکالت باطل ہوگی۔
وجہ:-
اسلئے کہ وکیل کا حکم پاگل پن اور مرنے کے بعد
درست نہیں ہے۔

دوسری صورت:-
اگر مرتد ہو کر دار الحرب جا ملا تو تصرف کرنا
وکیل کیلئے جائز نہیں ہے۔ اگر واپس دار الاسلام آ گیا تو تصرف
کرنا جائز ہے:- عند محمد:-
دلیل:-
وکالت مطلق ہے۔ وکالت سے پہلے وکیل مؤکل
کی چیز میں تصرف نہیں کر سکتا۔ جب وکیل بنایا تو تصرف
کرنے والا مانع ختم ہوا۔
ہر حال وکالت یہ تو حریت، عقل، بالغ
کے معانی کی وجہ سے کرتا ہے۔ اور دار الحرب جا ملا تو تصرف
سے عاجز آ گیا۔
جب یہ عجز ختم ہوا تو حکم لوٹے گا۔ وکالت
بھی باقی رہے گی۔

Scanned by CamScanner

عند ابی یوسف:۔
وکالت واپس نہیں ہوگی۔ اگرچہ مسلمان
ہو کر واپس لوٹے:۔
دلیل:۔
توکیل ثابت کرتی ہے نافذ کرنے کی ولایت کو۔
اسلئے کہ تصرف کرنے کی اصل اس وکیل کے اہلیت
کی بناء پر ہے۔
اور نافذ کرنے کی ولایت ملکیت میں ہوتی
ہے۔ اور دار الحرب جا کر ملنا گویا کہ یہ بندہ قبرستان
کے مردوں سے جا کر ملا ہے۔
تو وکالت باطل ہوگی۔

س موکل مسلمان ہو کر لوٹا تو کیا حکم ہے؟
ج عند علماء:۔
موکل مرتد ہو کر دار الحرب جا کر ملا پھر واپس
مسلمان ہو کر لوٹا تو وکالت نہیں لوٹے گی۔

عند محمد:۔
وکالت لوٹے گی:
فرق:۔
وکالت کا دار و مدار موکل کے حق میں ملکیت پر
ہے۔ تحقیق یہ حق باطل ہوا وکیل کے حق میں۔ لیکن
وکیل میں تو وکالت بننے کی صلاحیت موجود ہے۔ تو
اس بناء پر وکیل کی وکالت زائل نہیں ہوگی:۔

تمت بالخیر
10-04-2019

"کتاب ادب القاضی"

س: قاضی کی شرائط بیان کریں؟

ج:

شرائط
- شرائط شہادت
  - عاقل ہو، بالغ ہو، مسلمان ہو، عادل ہو
- مجتہد ہو۔

شرائط الشہادۃ کی وجہ:۔
اسلئے کہ قاضی کا فیصلہ شہادت کے حکم سے حاصل کیا جاتا ہے۔
اسلئے کہ "شہادۃ اور قضاء" یہ ولایت کے باب میں سے ہیں۔
جو شہادۃ کا اہل ہے وہ قاضی بننے کا بھی اہل ہوگا۔ لہذا جو شرائط شہادت کی اہلیت کیلئے ہیں۔ وہی شرائط قضاء کی اہلیت کیلئے بھی ہوں گی۔

س: فاسق قاضی بن سکتا ہے یا نہیں؟

ج: عندنا:۔
فاسق قاضی بن سکتا ہے۔ اگر فاسق کو ذمہ دی گئی تو درست ہے۔ لیکن مناسب نہیں ہے کہ فاسق کو قضاء کے منصب کی ذمہ دی جائے۔
دلیل:۔
جیسے:۔ شہادۃ کے معاملے میں اولاً قاضی فاسق کی گواہی قبول نہ کرے۔ اگر کرلی تو جائز ہے۔

عند الشافعی:۔
فاسق کو قضاء جیسا منصب دینا درست نہیں ہے۔
دلیل:۔
جیسا کہ فاسق کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔

Scanned by CamScanner

مسئلہ:

اگر قاضی عادل ہو۔ رشوت لینے یا اسکے علاوہ کسی اور وجہ سے فاسق ہوا تو خود بخود معزول نہیں ہو سکتا۔

البتہ:

مگر خلیفہ وقت اسکو معزول کر سکتا ہے۔

عند علمائنا فی النوادر:

فاسق کو قاضی بنانا لا یجوز:-

قال بعض:

اگر ابتداءً عادل تھا پھر قاضی بنایا گیا۔ بعد میں فاسق ہوا تو اب فسق کی وجہ سے معزول ہوگا۔

وجہ:

اسلئے کہ "مقلِد" نے اس پر اسکے عدل پر اعتماد کیا۔ جب شرط فوت ہو گئی تو اب "مقلِد" راضی نہ ہوگا۔ اسوجہ سے "فسق" کی وجہ سے یہ "قاضی" کے منصب سے معزول ہو جائے گا:-

س کیا فاسق مفتی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ج ایک قول:

بن سکتا ہے۔

وجہ:

اسلئے کہ فاسق کوشش کرتا ہے۔ غلطی سے بچنے کی علماء کی طرف نسبت کرتے ہوئے:-

دوسرا قول:

نہیں بن سکتا:-

وجہ:

اسلئے کہ "افتاء" امور دین میں سے ہے اور دیانات میں فاسق کی خبر معتبر نہیں ہے

س مجتہد ہونے کی شرط کی وجہ تحریر کریں؟

ج وجہ:

عندنا: عالم ہے لیکن مجتہد نہیں ہے اسکا قاضی

بننا درست ہے۔

وجہ:
اسلئے کہ یہ عالم اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ مجتہد کے فتویٰ کو نقل کرے۔ اور قضاء کا مقصود بھی تو یہی ہے۔ تو مقصود حاصل ہو گیا۔

عند الشافعی:
قضاء اس بات کا تقاضا کرتا ہے جو اس پر قادر ہو۔ اور جاہل قادر نہیں ہوتا!
اسلئے امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجتہد ہونا ضروری ہے۔

س قاضی فیصلہ کرنے کیلئے کہاں بیٹھے گا؟
ج عندنا:
قاضی مسجد میں ظاہر ہو کر بیٹھے گا۔
تاکہ قاضی کا منصب مسافروں پر مشتبہ نہ ہو۔

دلیل:
سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ مساجد کو اللہ کے ذکر کیلئے تعمیر کیا گیا ہے۔ اور فیصلہ کرنے کیلئے!

دوسری دلیل:
سرکار علیہ السلام اعتکاف کی حالت میں خصومت کے فیصلے فرمایا کرتے تھے۔

تیسری دلیل:
خلفاء راشدین بھی مسجد میں فیصلہ کرنے کیلئے بیٹھا کرتے تھے۔

عند الشافعی:
مسجد میں فیصلہ کرنے کیلئے بیٹھنا مکروہ ہے۔

دلیل:
اسلئے کہ مسجد میں تو مشرک بھی آئے گے۔ حالانکہ وہ نجس ہوتے ہیں۔ اور اسطرح

حائضہ عورت بھی حاضر ہوگی۔ اسکی مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے۔

پہلا جواب:

مشرک کی نجاست اُسکے اعتقاد میں ہے۔ نہ کہ ظاہر میں۔ تو مشرک کا مسجد میں داخل ہونا ممنوع نہیں ہوگا۔

دوسرا جواب:

حائضہ عورت کیلئے قاضی مسجد سے باہر جائے گا۔ یا عورت مسجد کے دروازے پر کھڑی رہے گی یا اسکی ایسا بندہ بھیجے گا جو ان کے مابین فیصلہ کرائے۔

دوسری صورت:

قاضی اپنے گھر میں بھی فیصلہ کرنے کیلئے بیٹھ سکتا ہے۔ اسکیلئے شرط یہ ہے کہ لوگوں کو داخل ہونے کی اذنِ عام ہو۔

س قاضی مجرم کو کب روکے گا کب نہیں روکے گا؟

ج پہلی صورت:

جب عندالقاضی حق ثابت ہوا اور صاحب حق طلب کر رہا ہے کہ اسکو روکا جائے۔ تو اس صورت میں قاضی مدیون کو قید کرنے میں جلدی نہیں کرے گا۔ بلکہ کہے گا۔ کہ اس کو قرض دے دو

وجہ:

اسلئے کہ ٹال مٹول کرنا یہ قید کرنے کا سبب ہے اور یہ سبب مذکورہ مسئلہ میں ظاہر نہیں ہے۔ تو اس وجہ سے قاضی قید کرنے میں جلدی نہیں کرے گا۔

دوسری صورت:

اگر حق گواہوں کے ذریعے ثابت ہوا تو اس صورت میں قاضی قید کرنے میں جلدی کرے گا۔

وجہ:۔
اسلئے کہ اس صورت میں ٹال مٹولی ظاہر ہو گئی۔

تیسری صورت:۔
قرض دار قرض دینے سے رُک جائے۔ تو قاضی اسکو
قید کرے گا، پر دین کے بدلے میں۔
چاہے۔ قرضہ بدل کے ذریعے
لازم کیا ہو اپنے آپ پر جیسے:۔ مبیع کا ثمن
یا چاہے۔ عقد کے ذریعے
اپنے آپ پر قرض لازم کیا ہو۔
جیسے:۔ مہر وغیرہ:۔
وجہ:۔
اسلئے کہ مدیون کا مال کا حاصل ہونا اس بات پر دلیل
ہے کہ مدیون خوشحال ہے۔ تو اس بناء پر قاضی اسکو قید کرے گا۔

چوتھی صورت:۔
قرض لازم ہوا بدل کے عوض یا عقد کے عوض ان
دونوں کے علاوہ ہو قرضے میں مدیون کا قول معتبر ہو گا۔
قاضی اسکو قید نہیں کرے گا۔ مگر دائن یہ ثابت کر دے
کہ مدیون مالدار ہے۔ تب قاضی دائن کو قید کرے گا۔
وجہ:۔
اسلئے کہ خوشحالی دلالۃً نہیں پائی گئی۔ تو مدیون کا قول
معتبر ہوگا۔ کیونکہ وہ اصل کا دعوی کر رہا ہے۔

"تمت بالخیر"
15-04-2019

Scanned by CamScanner

"کتاب المضاربۃ"

س مضاربۃ کی تعریف اور اسکی مشروعیت پر دلائل تحریر کریں؟

ج لغوی معنی :-

زمین میں چلنا :-

اصطلاحی تعریف :-

ایک قسم کی شرکت ہے۔ ایک جانب مال ہو اور ایک جانب سے کام ہو۔

مشروعیت پر عقلی دلیل :-

لوگوں کو اس عقد کی حاجت ہے۔

اسلئے کہ بعض مال دار لوگ تصرف کرنے سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اور بعض تصرف کے ماہر مال کے نا ہونے کی وجہ سے کام نہیں کرتے۔

تو شریعت کو اس قسم کے عقد کی طرف حاجت محسوس ہوئی۔ تاکہ دونوں قسم کے لوگوں کی حاجات پوری ہوں۔

نقلی دلیل :-

نبی کریم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا تو لوگ اس قسم کے عقد کا ارتکاب کررہے تھے تو سرکار علیہ السلام نے سکوت اختیار فرمایا۔

س بعہ واعمل مضاربۃ " اسکی وضاحت فرمائیے؟

ج پہلی صورت :-

رب المال نے کہا اس سامان کو بیچ دو اور اسکے ثمن میں مضاربۃ کرو۔ تو درست ہے۔

وجہ :-

اسلئے عقد مضاربۃ اضافت کو قبول کرتا ہے۔

اس اعتبار سے یہ توکیل اور اجارہ ہے۔ یہ دونوں اضافت کو قبول کرتے ہیں۔

دوسری صورت :-

بولا فلاں پر جو میرا مال ہے تو اس پر قبضہ کر۔ پھر اس پر مضاربۃ کر۔ تو یہ درست ہے۔

وجہ:۔
اسلئے کہ یہ عقد اضافت کو قبول کرتا ہے۔

تیسری صورت:۔
جو چیز ابھی قرضہ ہے۔ اس کے بارے میں
تو عقد مضاربۃ کرتو یہ بالاتفاق درست نہیں ہے۔

امام اعظم کی وجہ:۔
اسلئے کہ یہ وکالت بھی درست نہیں ہے۔
اسلئے کہ یہ دوسرے کو اس چیز کو مالک بنارہا ہے جس کا خود مالک
نہیں ہے۔

صاحبین کی وجہ:۔
مشتری میں ملکیت مؤکل ورب المال
کیلئے واقع ہوگی۔ تو یہ عقد مضاربۃ سامان میں ہوگی جو کہ
درست نہیں ہے۔

س مضاربت کے صحیح ہونے کی شرائط تحریر کریں؟
ج پہلی شرط:۔
راس المال ثمن ہو:۔

دوسری شرط:۔
نفع رب المال اور مضارب کے مابین مشترک
ہو:۔

تیسری شرط:۔
رب المال مال کو مضارب کی جانب سپرد کردے۔
اپنے قبضے سے خالی کرتے ہوئے:۔
وجہ:۔
اسلئے کہ مضاربۃ کا قبضہ امانت ہے۔ تو تسلیم
کرنا ضروری ہے۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ مضاربۃ میں مال
ایک کی طرف سے ہوتا ہے۔ عمل دوسرے کی طرف سے

تو مال کو عامل کیلئے تسلیم کرنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ مال کو تصرف کرنے پر قادر ہو۔

دوسری شرط کی مثال:

اگر شرط لگائی تو مضاربۃ فاسد ہو جائے گی اور اس صورت میں مضارب کو اجرت مثلی ملے گی۔

اجرت مثلی کی وجہ:

اسلئے کہ مضارب اپنے منافع کے بدلے میں عوض کو تلاش کر رہا تھا۔ لیکن فساد کی وجہ سے عوض نہ ملا۔ تو اجرت مثلی ملے گی۔

نفع:

پورا کا پورا نفع رب المال کا ہوگا۔

وجہ:

اسلئے کہ نفع رب المال کے مال پر ہوا ہے۔ اس وجہ سے پورا نفع رب المال کو ملے گا۔

س: اجرت مثلی مضارب کو کتنی ملے گی؟

ج: عند ابی یوسف:

مضارب کو قدر مشروط سے اجرت زیادہ نہیں ملے گی۔ اگرچہ کتنا ہی کام نہ کیا ہو۔

عند محمد:

اجرت واجب ہوگی۔ بالغا ما بلغ۔

س: مضاربۃ فاسدہ میں اجرت ملے گی یا نہیں؟

ج: عند محمد:

اجرت واجب ہوگی۔ اگرچہ نفع حاصل نہ کیا ہو۔

دلیل:

اسلئے کہ اجیر کی اجرت واجب ہو جاتی ہے جب اجیر تسلیم المنافع او تسلیم العمل کرے۔ اور یہاں پر عمل پایا گیا ہے۔ تو اس وجہ سے اجرت کا مستحق ہوگا۔

Scanned by CamScanner

عند ابی یوسف :-
مضاربۃ فاسدہ میں مضارب اجرت
کا مستحق نہیں ہوگا
دلیل :-
مضاربۃ صحیحہ پر قیاس کرتے ہوئے۔ کام کیا نفع نہ
ملا تو نفع نہیں مل رہا تھا۔
مضاربۃ فاسدہ میں تو بدرجہ اولی
نہیں ملے گا۔

س رب المال نے طرف کا شہر معین کیا مضارب نے وہاں سے
مال نکال کر دوسرے شہر کی طرف لے کر گیا تو کیا حکم ہے؟
ج پہلی صورت :-
مضارب کیلئے یہ بات جائز نہیں ہے۔ راس المال
ایک معین شہر سے نکال کر دوسرے شہر میں لے جائے۔
وجہ :-
اسلئے کہ عقد مضاربت وکالت ہے۔ اور یہ تخصیص
کا فائدہ دیتی ہے۔ اس بناء کسی اور شہر کی طرف نہیں
نکال سکتا :-

دوسری صورت :-
اگر نکال لیا اور سامان خرید لیا تو اس صورت میں
ضامن ہوگا۔
وجہ :-
اسلئے کہ مضارب نے طرف رب المال کے حکم کے
علاوہ کیا ہے۔

تیسری صورت :-
مال نکال لیا۔ لیکن خریدا نہیں واپس آگیا تو
اس صورت میں ضمان سے بری ہوجائے گا۔
وجہ :-
اسلئے کہ پہلے مخالفت کی۔ جیسے ہی واپس آیا
تو رب المال کی موافقت کی :-

Scanned by CamScanner

چوتھی صورت:

کچھ کا خرید، کچھ مال واپس لایا۔ تو یہ مضاربہ کا ہی رہے گا۔

وجہ:

اس شہر میں خرید لانا ضروری ہے:

تمت بالخیر

16.04.2018

Scanned by CamScanner